خطبہ جمعہ

رحیمیت میں ایک خاصّہ پردہ پوشی کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ الرحیم ہے یعنی محنتوں، کوششوں اور اعمال پر ثمرات حسنہ مترتب کرنے والا

— جو کوشش کرتا ہے اللہ ایسے شخص کی خود دستگیری فرماتا ہے —

قرآن مجید کی مختلف آیات کریمہ کے حوالہ سے اللہ تعالی کی صفت رحیم کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۱رمئی ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۱رہجرت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

اُمُّ الصِّفَات کا مضمون جاری ہے۔ رحمٰن اور رحیم کا۔ اس سلسلہ میں ایک زائد فائدہ یہ ہے کہ بہت سے مسائل کا ذکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اسی حوالہ سے اور بہت سے لوگ جن کو مسائل کی تفصیل کا علم نہیں وہ اس ذکر میں مسائل کی تفصیل سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اب سورۃ المائدہ کی آیات لیتا ہوں ان میں پہلی آیت جو ہے وہ حلّت و حرمت سے تعلق رکھتی ہے اور کیا کیا چیزیں حرام ہیں، کیا کیا چیزیں حلال ہیں، ان سب کا تفصیل سے ذکر فرمایا گیا ہے۔ پس اس پہلو سے وہ پوری آیت یوں ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ. وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ. ذٰلِكُمْ فِسْقٌ. اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ. اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ. فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (المائدہ:۴)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ احکام کے متعلق یہ آخری آیت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی گئی۔ اس سے پہلے جو مختلف آیات نازل ہوتی رہی ہیں ان میں مسائل کے تمام حصوں کو اتنی تفصیل سے بیان نہیں فرمایا گیا جتنی تفصیل سے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا گیا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے یہ استنباط فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کتنے ہی خطرناک حالات پیش آئے جنگ اُحد میں، جنگ بدر میں، جنگ حنین میں اور تمام عرصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بالخصوص حفاظت فرمائی جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوگئی کہ آج کے دن میں نے اپنا دین مکمل کر لیا ہے اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے واپس نہیں بلایا۔ پس یہ ایک عظیم الشان معجزہ قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سچائی میں ہے۔

اس کا سادہ ترجمہ میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔ ’تم پر مُردار حرام کر دیا گیا ہے اور خون اور سؤر کا گوشت اور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور دم گھٹ کر مرنے والا اور چوٹ لگ کر مرنے والا اور گر کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا اور وہ بھی جسے درندوں نے کھایا ہو سوائے اس کے کہ جسے تم (اس کے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ (بھی حرام ہے) جو معبودانِ باطلہ کی قربان گاہوں پر ذبح کیا جائے اور یہ بات بھی کہ تم تیروں کے ذریعہ آپس میں حصّے بانٹو۔ یہ سب فسق ہے۔ آج کے دن وہ لوگ جو کافر ہوئے تمہارے دین (میں دخل اندازی) سے مایوس ہو چکے ہیں۔ پس تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔ پس جو بھوک کی شدت سے (ممنوعہ چیز کھانے پر) مجبور ہو چکا ہو اس حال میں کہ وہ گناہ کی طرف جھکنے والا نہ ہو تو اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم فرمانے والا ہے‘۔

اب دیکھئے یہ چیزیں جو حرام ہیں اتنی سختی کے ساتھ بڑی تفصیل کے ساتھ ان کی حرمت کا اعلان کیا گیا ہے اور اس میں جو غیر اللہ کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں وہ بھی شامل ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی قیمت پر بھی ان کے کھانے کی اجازت نہیں مل سکتی مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کو بہت اہمیت دی ہے اور انسان کی زندگی بچانے کی خاطر آخر پر یہ مضمون بیان فرمادیا کہ جو کچھ گزر چکا، گزر چکا۔ مگر اگر تمہیں جان کا خطرہ ہو اور انسانی جان کے ضائع ہونے کا خیال ہو تو پھر اگر تمہیں بھوک مجبور کر دے یہاں تک کہ موت کا خطرہ سامنے ہو اس وقت تمہیں اجازت ہے کہ ان حرام چیزوں میں سے کچھ، صرف اتنا کھاؤ جتنا تمہاری زندگی کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور یہ ہے ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اتنا بخشنے والا اور اتنا رحم کرنے والا ہے کہ اتنی بڑی حرام چیزوں کو بھی کھانے کی اجازت دے دیتا ہے جب انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہو۔

ایک دوسری آیت ہے ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِاللّٰهِ بِهٖ. فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ (سورۃ الانعام:۱۴۶)۔ ’تو کہہ دے کہ میں اس وحی میں جو میری طرف کی گئی ہے کسی کھانے والے پر وہ کھانا حرام قرار دیا ہوا نہیں پاتا جو وہ کھاتا ہے۔ کوئی کھانا حرام نہیں پاتا مگر وہ کھانا جس کا بیان کیا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ مُردار ہو یا بہایا ہوا خون یا سؤر کا گوشت۔ یہ جو مختصر ذکر ہے اسی کی تفصیل پہلی آیت میں گزر چکی ہے۔ پہلے تفصیل سے سب جانوروں کا ذکر کیا گیا تھا۔ کس طرح مرا ہو، کیسے مارا گیا ہو۔ اب اختصار کے ساتھ اس سارے بیان کا ذکر فرما دیا گیا ہے۔ پس بہایا ہوا خون یا سؤر کا گوشت، وہ تو بہر حال ناپاک ہے، یا ایسی خبیث چیز کہ اللہ کی بجائے اس کے غیر کے نام پر ذبح کی گئی ہو۔ پس اس سے زیادہ خطرناک حرمت اور کس چیز کی ہو سکتی ہے، مگر جو فاقہ سے بے بس کر دیا گیا ہو جبکہ وہ خواہش نہ رکھتا ہو اور نہ ہی حد سے تجاوز کرنے والا ہو تو یقیناً تیرا ربّ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حد سے تجاوز کرنے والے کی شرط ایک ایسی باندھ دی گئی ہے جس سے انسان کو بہت مشکل میں ڈال دیا گیا ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کب تک کھانے سے مَیں زندہ رہ سکتا ہوں اور کہاں جا کر مجھے رکنا ہے۔ پس وہاں تقویٰ کا مضمون داخل ہو جاتا ہے اور جو زیادہ متقی ہے وہ عین اس وقت کھانے سے ہاتھ کھینچ لے گا جس وقت اس نے سمجھا ہو کہ اب میری جان بچ گئی ہے اور جو متقی نہ ہو تو پھر وہ آگے اور زیادہ کھاتا چلا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب آزمائشیں ہیں۔

مگر ساتھ ہی فرمادیا ﴿فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (المائدہ ۳۵) مگر جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب چوری کا مسئلہ ہے۔ فرمایا ﴿اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ﴾۔ چور اور چورنی دونوں کے ہاتھ کاٹ دو اس چیز کی جزا کے طور پر جو انہوں نے کمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا اظہار ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ بہت غالب اور بہت حکمت والا ہے۔ ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ﴾ یعنی اگر کوئی اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے، چوریاں کرتے کرتے بالآخر توبہ کر چکا ہو اس سے پہلے کہ تم اس کو پکڑ لو۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ المائدہ آیات ۳۹-۴۰)

یہ خیال کہ چور کا پتہ جب بھی لگے اس کے ہاتھ کاٹ دو یہ ظلم ہے، اس کی قرآن کریم اجازت نہیں دیتا۔ اگر چور جب اس کے متعلق کوئی اطلاع ملے وہ پہلے کی ہو اور جس وقت تم اس پر ہاتھ ڈالو وہ توبہ کر چکا ہو تو پھر اس کے ہاتھ کاٹنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اب دیکھیں تثلیث کا گناہ کتنا بڑا گناہ ہے لیکن اس میں بھی انسان کی بخشش کا سامان رکھا گیا ہے۔ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾ ان لوگوں نے بہت کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے ﴿وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ اور کوئی خدا نہیں مگر اللہ، وہ ایک ہی ہے ﴿وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ. لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ اگر وہ اس سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں یقیناً ان کو اس کفر کی بنا پر جو انہوں نے کیا دردناک عذاب پہنچے گا۔ ﴿اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ﴾ پس کیا وہ اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکیں گے نہیں اور وہ اس سے بخشش نہیں طلب کریں گے۔ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ جبکہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ المائدہ آیات ۷۴۔۷۵)

یہ تثلیث کا گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے اور اب بھی کثرت کے ساتھ جو عیسائی مسلمان ہو رہے ہیں ان کے تثلیث کے جرم سب بخشے گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اس ضمن میں مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ کے بعض علاقوں سے بکثرت عیسائیوں سے مسلمان ہو رہے ہیں اور واضح طور پر تثلیث کا جرم کرنے والے لوگ تھے اور مسلمان ہو کر اتنے پکے ہو گئے ہیں کہ جب ان کو غیر احمدی مسلمان دوبارہ تثلیث میں جانے کے لئے حکم دیتے ہیں کہ تم احمدی نہ ہو، پہلے ہی اچھے تھے، تم بے شک خدا کے سوا کسی اور خدا کو مانو، وہ ان کو برملا ردّ کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں خبردار ہم نے جو دین پانا تھا پا لیا اب اس دین کو چھوڑ کر ہم کہیں نہیں جا سکتے۔ تو ان کی تعداد بہت زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہے جن کی تفصیل انشاء اللہ جلسہ کی تقریر میں آپ کے سامنے پیش کی جائے گی۔

اب ساتھ ہی ایک اور آیت بھی پڑھ کے سناتا ہوں ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ. ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ. وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ. اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ (المائدہ ۹۸۔۹۹) اللہ نے بیت حرام یعنی کعبہ کو لوگوں کے (دینی اور اقتصادی) قیام کا ذریعہ بنایا ہے اور حرمت والے مہینے کو اور قربانی کے جانوروں کو اور پٹے پہنائی ہوئی قربانیوں کو۔ یہ (تنبیہ) اس لئے ہے کہ تاکہ تم جان لو کہ اللہ اسے خوب جانتا ہے جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔ اب جان لو کہ اللہ پکڑ میں بہت سخت ہے اور یہ بھی کہ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یعنی یہ سب جو خدا تعالیٰ کی خاطر جانور ذبح کئے جاتے ہیں اگر تم نے ان میں کوئی زیادتی کی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ پکڑ میں بھی بہت سخت ہے لیکن ساتھ ہی یاد رکھو کہ وہ بار بار رحم فرمانے والا بھی ہے۔

اب سورۃ الانعام کی ایک آیت نمبر ۵۵ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ. اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) کہا کر تم پر سلام ہو۔ (تمہارے لئے) تمہارے ربّ نے اپنے اوپر رحمت فرض کر دی ہے۔ یہاں ظاہر بات ہے کہ مومن مراد ہیں کیونکہ وہ جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیات پر جب وہ تمہارے پاس آیا کریں یا رسول اللہ تو ان کو کہا کر کہ تم پر سلام ہو اور یہ بھی بتا دیا کرو کہ تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت فرض کر دی ہے (یعنی) یہ کہ تم میں سے جو کوئی جہالت سے بدی کا ارتکاب کرے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو (یاد رکھے کہ) وہ (یعنی اللہ) یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پھر سورۃ الانعام کی ۱۶۶ ویں آیت ہے ﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ. اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ. وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ (ترجمہ): اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا وارث بنا دیا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں رفعت بخشی تاکہ وہ تمہیں ان چیزوں سے جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں آزمائے۔ یقیناً تیرا ربّ عقوبت میں بہت تیز ہے اور یقیناً وہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس میں یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان زمین میں وارث جب بنا دئے گئے تو ان میں سے سب کا درجہ ایک جیسا نہیں تھا۔ بعض کو بعض پر فضیلت بخشی گئی تھی، رفعت عطا فرمائی گئی تھی۔ یہ جو درجات کی بلندی ہے یہ اس لئے کہ تاکہ تمہیں آزمائے۔ اب جن کے درجات بلند ہوں ان کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ جن کے درجات نسبتاً کم ہوں ان کی آزمائش بھی نسبتاً ہلکی ہوتی ہے۔ پس آزمائش میں اگر پورے نہ بھی اترو تو جان لو کہ اللہ عقوبت میں بہت تیز ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ بہت بخشنے والا بھی ہے اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔ اس کی عقوبت اگر ایسے وقت میں آجائے کہ انسان جرموں میں ڈوبا ہوا ہو اور اسے جرائم نے گھیر لیا ہو جیسا کہ قرآن کریم کی ایک اور آیت سے پتہ چلتا ہے تو پھر اس کے لئے بخشش کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ پھر عقوبت میں تیزی کا نمونہ وہ دیکھتا ہے لیکن اگر اس حالت سے پہلے توبہ کر چکا ہو اور خدا تعالیٰ نے اس کو ابھی نہ پکڑا ہو تو پھر اس کو یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب دیکھو کیسی کیسی بدیوں سے خدا تعالیٰ نے توبہ کرنے کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ جیسے فرمایا 'یقیناً وہ لوگ جو بچھڑے کو پکڑ بیٹھے انہیں ضرور ان کے رب کی طرف سے غضب پہنچے گا'۔ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا ضرور ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے غضب پہنچے گا' اور دنیا کی زندگی میں بھی ذلت اور اسی طرح ہم افتراء کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں'۔ اب ظاہر بات ہے یہودی قوم مراد ہے۔ اور یہودی قوم کو جو دنیا میں ذلت ملی ہے یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو آج تک جاری ہے۔ بار بار یہ قوم ترقی کرتی رہی اور جبراً انسانوں پر مسلط ہوتی رہی لیکن بار بار اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے کئے کی سزا دی۔ اب نازی جرمنی میں جو یہود کا حال ہوا تھا وہ بھی اسی کی ایک مثال ہے۔ اس سے پہلے یورپ میں عیسائیوں نے جو یہود پر ظلم کئے ہوئے ہیں وہ بھی اپنی ذات میں لا مثال ہیں۔ اب تو یہ مسلمانوں پر الزام لگاتے ہیں لیکن عیسائی دنیا میں ابتداء سے لے کر آخر تک یہود پر بڑی کثرت سے مظالم توڑے جاتے رہے ہیں مگر وہ مظالم یہود کے ظلموں کے نتیجہ میں ہوتے تھے۔ پہلے یہود کی باری ہوتی تھی پھر جب وہ بہت ظلم کر لیتے تھے اس کے خلاف ایک ردّ عمل پیدا ہوتا تھا اور پھر اللہ کے اس وعدہ کے مطابق بھی کہ وہ ملعون ہو چکے ہیں اور انسانوں پر ظلم کئے گئے تھے اس کے بدلہ کے طور پر بھی ان کی بیخ کنی کی جاتی رہی ہے۔ اگر یہ سلسلہ نہ ہوتا تو یہود اس وقت دنیا میں اکثریت میں ہوتے۔ آپ بھی خدا تعالیٰ کی رحمت کو نہیں سمجھ سکتے کہ اگر وہ اکثریت میں ہوتے تو پھر کتنی بڑی قیامت آتی دنیا پر۔ یہ بار بار ان کی بیخ کنی کی جاتی ہے اس کی وجہ سے وہ آج تک بھی اقلیتوں ہی میں ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بچھڑے کو پکڑنے والوں کے لئے بھی یہ خوشخبری رکھی گئی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے بدیاں کیں پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے یقیناً تیرا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے'۔ (سورۃ الاعراف آیات ۱۵۳۔۱۵۴)

پھر سورۃ الاعراف ۱۶۸ میں آتا ہے ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ. اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ. وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اور (یاد کرو) جب تیرے رب نے یہ اعلان عام کیا کہ وہ ضرور ان پر قیامت تک ایسے لوگ مسلط کرتا رہے گا جو انہیں سخت عذاب دیتے رہیں گے اور اس کی مثالیں کچھ تو میں نے بیان کر دی ہیں۔ ویسے بے شمار مثالیں ہیں کہ یہود پر ایسے لوگ ہمیشہ مسلط ہوتے رہے ہیں جو ان کو ان کے گناہوں کے بدلہ پھر سخت عذاب میں مبتلا کرتے رہے ہیں۔ یقیناً تیرا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے حالانکہ وہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہاں واؤ کا ترجمہ حالانکہ کیا گیا ہے۔ بہت سزائیں سخت ہے باوجود اس کے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہود نے جب توبہ نہیں کی اور بار بار ان پر رحم کیا جا سکتا تھا مگر وہ رحم کے قابل نہ ٹھہرے تو پھر وہ ایسے حال میں اللہ کو پائیں گے کہ وہ سزائیں بہت سخت ہے اور باوجود اس کے وہ ان پر سختی کرے گا کہ وہ اپنی ذات میں بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

سورۃ الانفال کی آیت ۶۹۔۷۰ ﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا. وَاتَّقُوا اللّٰهَ. اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ اگر اللہ کی طرف سے (تم سے مغفرت کے سلوک کا) نوشتہ نہ ہوتا تو ضرور تمہیں اس کی پاداش میں جو تم نے حاصل کیا بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ اب یہ مسئلہ ہے کہ مغفرت کے سلوک کا نوشتہ نہ ہوتا۔ یہ نوشتہ بہت

قدیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی غفوریت جو ہے وہ آج بھی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ سے ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ اپنے اوپر فرض کر لیا تھا کہ جو رحم کے لائق ٹھہریں گے میں ان پر ضرور رحم کروں گا۔ یہ ہے نوشتہ کہ میری رحمت غالب رہے گی اور میرا غضب رحمت سے مغلوب رہے گا۔ پس یہ نوشتہ اگر تمہارے حق میں نہ ہوتا جو مغفرت کے سلوک کا نوشتہ ہے تو پھر تمہیں ہر گناہ کی پاداش میں پکڑ لیا جاتا۔ اور انسان بہت گنہگار ہے اگر ہر گناہ کی پاداش میں پکڑا جائے تو انسانیت کی صف لپیٹ دی جائے تو یہ اس نوشتہ کی وجہ سے ہے جو خدا نے پہلے سے اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے کہ مَیں بخشش میں بہت بڑھ کر ہوں اس لئے وہ لوگ، انسان دنیا میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

پھر آگے ذکر فرمایا۔ پس جو مال غنیمت تم حاصل کرو اس میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اب مال غنیمت کا یہاں کون سا موقع ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کی مخالفت کی تھی وہ اس جرم میں ان کے ہاتھوں سے بھی سزا دئے گئے تھے۔ اس لئے جب وہ سزا دئے گئے تو لازماً ان کو فتح ہوئی۔ ایک موقع بھی ایسا نہیں جب یہ مغلوب کر دئے گئے۔ اس وقت جو مال غنیمت ہاتھ آئے اس کو بھی حرص سے نہیں کھانا بلکہ حلال اور پاکیزہ حصہ کھاؤ۔ اور جن لوگوں سے لڑائی ہوتی ہے ان کا مال حرام بھی ہوتا ہے۔ یہ خیال کر کے کہ وہ مال ہمارے ہاتھ آ گیا ہم وہ بھی کھالیں یہ جائز بات نہیں ہے۔ کئی ان میں سؤر کھانے والے بھی ہیں اور بھی کئی قسم کے گند کھانے والے ہیں۔ فرمایا اس حصہ کو چھوڑ دو اور مال غنیمت میں سے جو پاکیزہ ہے، وہ طیب ہو اور پاکیزہ ہو وہ کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اس موقع پر تمہارا تقویٰ آزمایا جائے گا اور یقیناً جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

ایک اور آیت ہے سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۷۱۔ ﴿یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾۔ اے نبی! تمہارے ہاتھوں میں جو قیدی ہیں ان سے کہہ دے کہ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی دیکھی تو تمہیں اس سے بہت بہتر دے گا جو تم سے لے لیا گیا ہے۔ اب جو بھی مختلف قیدی آتے تھے مال غنیمت کا پہلے ذکر گزرا ہے ان کے اموال پر بھی قبضہ ہو جاتا تھا جیسا کہ آج کل بھی جنگی قیدیوں کے اموال پر فتحیاب قومیں قبضہ کرتی ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وہ ان کو لوٹنے کے لئے حملہ کرتے ہیں۔ جوابی طور پر جب وہ قوم فتحیاب ہو جائے جن کو لوٹنے کے لئے حملہ کیا گیا تھا تو ان کا پورا اخلاقی حق ہے کہ ان کے اموال پر قبضہ کر لیں۔ لیکن ان کے متعلق بھی اسلام کی ایک شرط ہے اور یہ ہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ تم جو پکڑے گئے ہو تمہارے دلوں میں کوئی اصلاح ہوئی ہے کہ نہیں اور توبہ کی طرف مائل ہوئے ہو کہ نہیں۔ دنیاوی قومیں ان کو تو کچھ سمجھ نہیں آتی، نہ وہ کوئی طریقہ رکھتی ہیں کہ جس سے دلوں کا حال معلوم کر سکیں۔ سب قیدیوں کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکا جاتا ہے مگر یہاں معاملہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے فرمایا کہ جو قیدی ہیں اگر ان کے دلوں میں توبہ کرنے کا احساس ہو اور کئے پر شرمندگی ہو تو ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال کو خوب جانتا ہے اور تم میں سے جس کو بہتر پائے گا اسے ضرور بخش دے گا اور وہ تو بار بار بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

پھر سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۵ ہے ﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْھُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وَخُذُوْھُمْ وَاحْصُرُوْھُمْ وَاقْعُدُوْا لَھُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ. فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ. اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾۔ پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو جہاں بھی تم (عہد شکن) مشرکوں کو پاؤ تو اُن سے لڑو اور انہیں پکڑو اور ان کا محاصرہ کرو۔ یہاں جو چار مہینے حرمت والے ہیں ان میں لڑائی کی ممانعت کا حکم ہے اس لئے اگر پہلے سے لڑائی جاری بھی ہو تو اس کو روک دینا چاہئے اور دشمنوں کو آرام اور سکون کا موقع ملنا چاہئے۔ اب یہ بھی حیرت انگیز تعلیم ہے۔ دنیا میں کب کوئی اتنی لمبی مہلتیں دیا کرتا ہے۔ تھوڑی تھوڑی مہلت دیتے ہیں تو وہ بھی اس کو کسی بہانے سے دور کر دیتے ہیں۔ اب پاکستان میں اور ہندوستان میں جو کشمیر پہ لڑائیاں ہو رہی ہیں اس میں بھی کبھی کبھی مہلتوں کا اعلان ہوتا ہے کہ ہم اتنی دیر کی مہلت دے دیتے ہیں۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ مہلت کا دن ختم ہو کوئی نہ کوئی بہانہ رکھ کر اس مہلت کو توڑ دیتے ہیں۔ تو قرآن کریم کی تعلیم کتنی عدل اور انصاف اور رحمت پر مبنی ہے۔ فرمایا کہ یہ مشرک جو تم سے لڑ رہے ہیں جب ایسے مہینوں میں پہنچیں جن میں لڑائی حرام کی گئی ہے تو پھر ان کو چھوڑ دیا کرو۔ جب یہ وقت گزر جائے تو پھر دوبارہ ان سے لڑائی شروع کرو اور کمین گاہوں میں ان کی گھات میں بیٹھو۔ پس اگر وہ توبہ کریں باوجود اس کے کہ تم ان پر قابو پا چکے ہو اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اب یہاں بھی ایک بہت عظیم الشان حکمت ہے جو قرآن کریم کی صداقت کی دلیل ہے کہ جب بھی کسی قوم پر انسان فتح پائے اور اس کے دل میں ایمان نہ ہو تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ کہہ سکتی ہے کہ ہم توبہ کرتے ہیں، ہم نماز بھی ادا کریں گے، زکوٰۃ بھی دیں گے ہمیں چھوڑ دو۔ اس موقع پر ان کو چھوڑنا چاہئے۔ یہ خیال کر لینا کہ مغلوب ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے مسلمان ہو رہے ہیں یہ جائز بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں بارہا ایسی مثالیں ہیں کہ ایک شخص نے ایک بہت بہادر دشمن کو، جو بہت بڑا پہلوان تھا زیر کر لیا اور جب اس کے سینہ پر بیٹھا اور اسے قتل کرنے لگا تو اس نے اعلان کیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اس نے کہا اب مسلمان ہوتے ہو، اپنی جان بچانے کی خاطر ہو رہے ہو میں یہ اسلام قبول نہیں کرتا اور اسے قتل کر دیا اور بڑے فخر سے پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کے یہ معاملہ پیش کیا۔ وہ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ اتنا ناراض ہوئے اس بات پر، اتنا ناراض ہوئے کہ میں نے خواہش کی کاش میں آج سے پہلے پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ اور ایک روایت میں ہے کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ آپ بار بار یہ فرما رہے تھے ”ھَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَہٗ“، ”ھَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَہٗ“ کیا تم نے اس کا دل پھاڑ کے نہیں دیکھا کہ اندر سے کیا تھا، سچا ایمان تھا یا جھوٹا تھا۔ تو مراد یہ ہے کہ تمہیں یہ اختیار ہی نہیں ہے کہ دلوں کے حال معلوم کر سکو، دل پھاڑ کر تو نہیں دیکھ سکتے۔

اب دیکھو پاکستان پر رسول اللہ ﷺ کی اس ایک نصیحت پر عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں کتنی بڑی قیامت ٹوٹی ہوئی ہے۔ احمدیوں کو اس جرم میں قتل کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور جب پوچھا جائے کہ کیوں قتل کرتے ہو۔ کہتے ہیں ان کے دل میں یہ نہیں ہے، ان کے دل میں کچھ اور بات ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب ایسے واقعات ہوئے تو آپؐ نے بڑی شدت اور سختی سے فرمایا کہ بھلا تمہیں کیا طاقت ہے تم دلوں کے حال جان سکو۔ جو منہ سے کہتا ہے تمہیں اس کو ماننا پڑے گا۔ پس یہ اتنا بڑا فساد پھیلا ہوا ہے اس پر غیر احمدی بھی بول اٹھے ہیں اور مولوی بھی شور مچا رہے ہیں مگر اس کی تفصیل میں یہاں جانے کا وقت نہیں۔ یہاں میں اس آیت کے حوالہ سے استنباط کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب وہ زکوٰۃ دیں اور توبہ کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ اقتباس جو میں نے پہلے پڑھنے تھے اور وقت کی کمی کی وجہ سے نہیں پڑھ سکا تھا آپ کے لئے رکھے ہوئے ہیں تاکہ میں یہ پڑھ کر پھر اس پر اس خطبہ کو ختم کروں گا۔ فرماتے ہیں:

”رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے“۔ اب یہ حصہ جو ہے یہ عام انسان کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ رحیمیت میں بار بار رحم کرنے کا خیال تو آتا ہے لیکن پردہ پوشی کا خیال کبھی کسی دماغ میں نہیں آسکتا جب تک عارف باللہ نہ ہو۔ پس پردہ پوشی اس لئے کہ اگر بار بار رحم کرنا ہے تو پہلے گناہوں سے پردہ پوشی کرو گے تو پھر دوبارہ رحم کا موقع ملے گا۔ اگر پہلے سے پردہ پوشی نہیں کرو گے تو وہ تو پکڑا جائے گا اور اپنے گناہوں کی پاداش میں سزا دے دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ بار بار رحم کرنے کے ساتھ بار بار پردہ پوشی بھی فرماتا ہے۔

پس یہ عجیب نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں۔ ”رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے۔ مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اُس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا“۔ یعنی رحمانیت خدا تعالیٰ کی جن پر جلوہ گر ہوتی ہے ان کے کسی فعل کے نتیجہ میں رحمانیت نہیں ہوتی۔ جانوروں پر بھی عام ہے، بنی نوع انسان پر عام ہے۔ ان پر بھی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے ان پر بھی

رحمانیت کا سلوک عام ہے، بارش برستی ہے تو نیک اور بد میں تمیز نہیں کرتی، یہ نہیں دیکھتی کہ یہ نیک کا کھیت ہے یہاں برسنا چاہئے، یہ بد کا کھیت ہے یہاں نہیں برسنا۔ ایک جلوہ عام ہوتا ہے جس میں سب کو فیض پہنچ جاتا ہے۔

فرمایا: ”رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو دخل کوئی نہیں ہوتا۔ مگر رحیمیت میں فعل و عمل کو دخل ہے لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے“ (الحکم ۳۱/ اگست ۱۹۰۱ء)۔ ان کی پردہ پوشی فرمائے اور ان کو موقع دے کہ وہ سنبھل جائیں۔ یعنی ان کے حالات سنبھل جائیں اور ان کو اس وقت بلائے جب ان کی بخشش ہو چکی ہو۔

پھر فرماتے ہیں: ”الرَّحِیْم...... یعنی محنتوں، کوششوں اور اعمال پر ثمرات حسنہ مترتب کرنے والا“۔ رحیم کی تعریف یہ ہے محنتوں، کوششوں اور اعمال پر ثمرات حسنہ مترتب کرنے والا۔“ یہ صفت اس فرقہ کو رڈ کرتی ہے جو اعمال کو بالکل لغو خیال کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میاں نماز کیا تو روزے کیا؟، اگر غَفُوْرٌ رَّحِیم نے اپنا فضل کیا تو بہشت میں جائیں گے، نہیں تو جہنم میں۔ اور کبھی کبھی یہ لوگ اس قسم کی باتیں بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ میاں عبادتاں کر کے ولی تو ہم نے کچھ تھوڑا ہی بننا“۔ اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیچ میں پنجابی کے بعض محاورے دلچسپ داخل کر دیتے ہیں اور یہ عموماً اہل پنجاب کا ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے کہ میاں عبادتاں کر کے ولی تو ہم نے کچھ تھوڑا ہی بننا ہے۔ بس جیسا ہی ہے گزارہ کر رہے ہیں۔ ”کچھ کِیتا کِیتا، نہ کِیتا نہ سہی“۔ کچھ کر لیا تو کر لیا، نہیں کیا تو نہ سہی۔ ”غرض اَلرَّحِیْم کہہ کر خدا ایسے ہی لوگوں کا رڈ کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ جو محنت کرتا ہے اور خدا کے عشق اور محبت میں محو ہو جاتا ہے وہ دوسروں سے ممتاز اور خدا کا منظورِ نظر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی خود دستگیری کرتا ہے جیسے فرمایا: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری خاطر مجاہدات کرتے ہیں آخر ہم ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں۔ جتنے اولیاء انبیاء اور بزرگ لوگ گزرے ہیں، انہوں نے خدا کی راہ میں جب بڑے بڑے مجاہدات کئے تو آخر خدا نے اپنے دروازے ان پر کھول دیئے لیکن وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی اس صفت کو نہیں مانتے عموماً ان کا یہی مقولہ ہوتا ہے کہ میاں ہماری کوششوں میں کیا پڑا ہے۔ جو کچھ تقدیر میں پہلے روز سے لکھا ہے، وہ تو ہو کر رہے گا، ہماری محنتوں کی کوئی ضرورت نہیں“۔

اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ تقدیر میں جو بخشش کا ذکر ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ جو کچھ کرتے چلے جاؤ ضرور بخش دوں گا۔ جو بخشش کے لائق ہو گا اس کی بخشش کی جائے گی۔ وہ کہتے ہیں ”جو کچھ تقدیر میں پہلے روز سے لکھا ہے وہ تو ہو کر رہے گا ہماری محنتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو ہونا ہے وہ آپ ہی ہو جائے گا۔ اور شاید چوروں اور ڈاکوؤں اور دیگر بدمعاشوں کا اندر ہی اندر یہی مذہب ہوتا ہو گا۔ غرض یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے فعل دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن میں اعمال کا کوئی دخل نہیں جیسے سورج چاند ہوا وغیرہ جو خدا تعالیٰ نے بغیر ہمارے کسی عمل کے ہمارے وجود میں آنے سے ہی پیشتر اپنی قدرت کاملہ سے تیار کر رکھے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جن میں اعمال کا دخل ہے۔ اور عابد زاہد اور پرہیزگار لوگ عبادت کرتے اور پھر اپنا اجر پاتے ہیں“۔

(الحکم ۲/جنوری ۱۹۰۸)

اب اس خطبہ کے بعد میں اس مضمون کو سردست ختم کرتا ہوں۔ آئندہ انشاء اللہ یہی رحمانیت اور رحیمیت کا مضمون جاری رہے گا اور رحیمیت کے علاوہ جو رحمانیت کی بعض آیات پہلے زیر نظر نہیں آئیں وہ بھی کوشش کروں گا کہ ان کو دوبارہ پھر لے لوں اگرچہ سب کو نہیں۔ تو یہ جب صفات ختم ہوں گی تو پھر خدا تعالیٰ کی بقیہ ننانوے صفات کا ذکر شروع ہو گا۔ صاف ظاہر ہے کہ میری زندگی کے بعد تک یہ ذکر جاری رہے گا اور آئندہ خلیفہ کو اگر موقع ملا تو وہ بھی اس ذکر کو آگے بڑھاتا چلا جائے گا۔

❀❀❀❀......۞۞......❀❀❀❀